اللہ کی جماعت

از: فردین احمد خان رضوی

اللہ کی جماعت

قرآنِ مجید فرقانِ حمید از اوّل تا آخر ہدایت ہے- اس میں مذکور احکامات زندگی جینے کا ایک بہترین ضابطہ فراہم کرتے ہیں- اور بتصریح حدیثِ نبوی اس کے احکامات پر عمل کرنے والا اجرِ عظیم کا مستحق ہوتا ہے- اس کا تارک در اصل محرومِ فضلِ یزداں ہوتا ہے- خاص طور پر اس کے سوا ہدایت تلاش کرنے والا شخص تو گمراہ ہو جاتا ہے- ملّتِ اسلامیہ کے لئے یہی نجات کا رستہ اور فلاحِ اُمّت اسی سے وابستہ- تعلیماتِ قرآن کے سوا اگر کسی شخص کا تصوّر بھی کیا جائے تو ایک مُہذّب آدمی کی تصویر ہرگز نقشِ خیال پہ نہیں اُبھرتی، بلکہ ایک بے رہروی کا شکار، خصائلِ رذیلہ سے بیمار، آوارہ و عصیاں شعار، بدنما و بدکردار کی داغ دار شکل سامنے آجاتی ہے- اور وہیں اگر قرآن پر عامل انسان کا جائزہ لیا جائے تو وہ بلند رتبہ، بلند کردار، باوقار و صاحبِ اِقتدار، جس کے ہاتھوں باطنی نجاست کے بُت مسمار، جس کے رشتے اہلِ حق سے استوار، اور جو سراپا عشق و پیار، جس پہ اسرار و رموزِ الفت آشکار، خدائے واحد و قہار کا پرستار، مصطفیٰ کریم فِداہ امی وابی کا پیروکار نظر آتا ہے-

اور انہی متبعینِ قرآن کا ایک مَخصُوص وَصف ہے جس کا تذکرہ آج ہم کریں گے- یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب بھی اللہ والوں کا ذکر آتا ہے تو ان کی نرم

طبعی، عفو و در گزر، برتاؤ میں شِیر و شکر ہونے جیسے اوصاف سرِ فہرست و اوّل الذِکر ہوتے ہیں- مگر آیئے ایک ایسے وصف کو جانیں جو ہر ولی اللہ میں ہونا لازمی ہے کہ اس کے بغیر وہ کبھی کامل ُالاِیمَان نہیں بن سکتے- قرآنِ پاک کی سورۃ المجادلۃ کی ۲۲ ویں آیت میں ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ کنزُالاِیمان:

"تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے،"

سبحان اللہ! یہ وہی وصف ہے جس کو کچھ یاروں نے پردۂ غیب میں مستور کر دیا

تھا-اور اپنی بے عَمَلی اور آوارہ فِکر کو "صُوفِزم "کانام دے کر راہِ فرار اِختیار کر رہے تھے-اور بقول اِن صاحبان کے:"کسی کو بُرا مت کہو، ہر کسی سے محبت سے پیش آؤ، سب سے دوستی کرو" یہ تمام صوفیا کی تعلیمات میں سے ہیں- مگر میں اپنے سنجیدہ طبع قارئین کو دعوتِ تدبّر دیتا ہوں کہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی مذکورہ بالا آیت کا بغور مطالعہ کریں اور مجھے یقین ہے کہ ان کی فکرِ سلیم انہیں یہ کہنے پر مجبور کر دے گی کہ واقعی میں صوفیا کا منہج کچھ اور ہے اور یہ لوگ جو سب سے میل جول کی بات کرتے ہیں یہ در حقیقت صوفی نہیں ہیں-

اور آیئے اِس اُمّت کے سب سے بڑے ولی، رازدارِ مُصطفی، یارِ غارِ مُصطفی، یعنی اَفضلُ البَشرِ بعدَ الاَنبیاء امیرُ المؤمنین خلیفہ اوّل حضرت سَیّدنا صدیقِ اکبر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل کا جائزہ لیں تا کہ ہمارے دعوے پر مزید برہان قوی قایم ہو جائے- یاد کریں بدر کا وہ میدان جہاں ایک طرف کم و بیش ۳۱۳ فدایانِ محمد مصطفی علیہ التحیۃ و الثناء اور دوسری طرف کفّار کا لشکرِ جرّار جو ایک ہزار مُسلح جنگجوؤں پر مشتمل تھا، جہاں مسلمانوں کے رشتہ دار بھی بر سرِ پیکار تھے، آمنے سامنے بھائی بھائی، باپ بیٹے، کنبے والے تھے-ایسے مقام پر مدِّ مُقابِل کے لئے دل میں نرمی آنا ایک فطری امر ہے- مگر قربان جائیں اس عاشقِ صادق پر کہ بغیر کسی رعایت و نرمی کے بڑھ بڑھ کر دشمنِ اسلام پر حملہ آور ہیں اگرچہ سامنے اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو- حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابھی مُشرّف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اور بدر میں طرفین میں سے اہلِ کفر کی جانب سے

لڑ رہے تھے، خیر بالآخر بعد میں ایمان لے آئے اور اپنے والدِ ماجد سے عرض کی کہ: جب میدانِ بدر میں ہم اور آپ بحیثیتِ مدِّ مُقابل آمنے سامنے تھے تو کئی مرتبہ آپ میری شمشیر کے نیچے آئے مگر چونکہ آپ میرے والد تھے اس لیے میں نے آپ پر تلوار نہ چلائی، جب والد نے اتنی بات سنی تو کہنے لگے: بیٹے تم نے تو مجھے والد جان کر مجھ پر حملہ نہ کیا لیکن اگر تم دورانِ جنگ میرے حملوں کی زد میں آتے تو یقیناً میں تمہیں تہِ تیغ کر دیتا- بلاشبہ یہ جملہ اُمّت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے، کیوں کہ اس سے جو درسِ ہمیں مل رہا ہے وہ یہ کہ ہر رشتے سے بڑھ کر رشتۂ محبتِ رسول ہے- اور مجھے کہنے دیا جائے کہ یہ جملہ مذکورہ بالا آیت کی عملی تفسیر کی حیثیت بھی رکھتا ہے- پھر اِس سے منہجِ صوفیا بھی واضح ہو جاتا ہے- جب سب سے بڑے صوفی نے مخالفتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُرتکِب اپنے پسر کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی تو پھر کس دعوے دارِ تصوّف کو مخالفینِ خدا اور رسول کے ساتھ اِختلاط و میل جول کی اجازت مل گئی؟

اب اس میل جول کو صحیح قرار دینے کا ایک ہی راستہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اس آیت مبارکہ سے صَرفِ نظر کر لیا جائے! مگر کیا یہ امر ترکِ قرآن کے مُترادِف نہیں ہے؟ پھر ترکِ قرآن پر تو گمراہ ہونے کی شدید وعید موجود، اور یہ اَمر مانعِ اُخروی فلاح و بہبود! نہ یہ مومن کا مقصود و مطلوب، نہ عِند الشرع محبوب، پھر کیوں کریں صوفیا سے اسے منسوب؟ اور ہوں شاملِ حلقۂ مغضوب؟

اب دوبارہ اپنی توجہ آیۂ مبارکہ پر کریں مرکوز- جن لوگوں کے اَوصاف میں یہ

وصف شامل ہوتا ہے کہ وہ خُدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے مُخالفین سے دوستی نہیں کرتے بلکہ ان سے دور رہتے ہیں، قطعِ تعلّق کر لیتے ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ، بھائی یا کنبے والے ہی کیوں نہ ہوں، ایسے افراد کے لیے اللہ کے قُرآن نے کیسا حسین مژدۂ جاں فضا سنایا کہ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خالقِ کائنات اللہ سبحانہ وتعالٰی نے ایمان کو نقش فرمادیا ہے۔یعنی یہی لوگ کامل اُلایمان ہیں، ایمان ان کے دلوں میں نقش ہوچکا ہے سبحان اللہ! اور یہ بھی پتا چل گیا کہ اگر آج بھی کوئی ایمان میں پختگی چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ وصف لازم قرار پایا۔کہ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔اور ایسے لوگوں پر مزید انعامات کی بارش ملاحظہ فرمائیں کہ فرمایا وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" اور اپنے طرف کی روح سے ان کی مدد کی"، بھلا غور فرمایئے کہ نہ صِرف وہ لوگ کامل ایمان والے ہیں بلکہ اللہ سبحانہ ان کا مددگار ہے، انہیں فتح ونصرت کا پروانہ حاصل ہے۔یہ تو دنیا کے انعامات تھے مگر آخرت میں ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا اس کا تذکرہ یوں فرمایا وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا " اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں"۔یعنی کہ آخرت میں بھی ان کے لئے چین کے باغات ہیں جن میں کچھ وقت کے لئے نہیں، چند ایک سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔نہ وہاں غم واندوہ، نہ موت کا ڈر، نہ فکرِ معاش بلکہ ایک پُرسکون آرام گاہ جہاں ہر طرح کی آسائش وزیبائش

موجود اور طرح طرح کے میوے اور پھل حاضرِ خدمت -مزید رحمان ورحیم و کریم رب کی بے پایاں رحمت دیکھیں کہ اُن لوگوں کے مُتعلق فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْــہ" اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی "سبحان اللہ! کیا شان ہے ایسے لوگوں کی اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے کہ بندے سے اس کا مَعبُود راضی اور خالق سے اس کا بندہ راضی، اللہ کی رضا جو کہ مَطلوبِ عالم ہے، اس سے بندے کو سرفراز فرمایا جارہا ہے، یہی تو عَبدیت کی مِعراج ہے، سب سے عَظیم نِعمت ہے، سب سے بڑی نیکی ہے، اَفضل ترین خوش بَختی ہے -ابھی آپ اپنے رب کے بے پناہ کرم کو دیکھ کر محوِ حیرت ہی ہوں گے تو چلئیے میں آپ کی حیرانی کو مزید بڑھا دیتا ہوں کہ اُن کَرم یافتہ لوگوں کو ملنے والے انعامات کے تذکرے میں یہیں پر بس نہیں ہے بلکہ اللہ جَل جلالہ آگے ارشاد فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "یہ اللہ کی جماعت ہے، سُن لو! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے" وہ انسان کیوں نہ اپنے مُقدّر پہ نازاں ہو، کیوں نہ بے خوف وشادماں ہو کہ جس کو رب نے اپنی جماعت میں سے کہہ دیا- گرُوہ تو دُنیا میں بہت سے ہیں مگر کامیاب وکامران صِرف اللہ والوں ہی کا گروہ ہے- یہاں ایک اور بات بھی واضح ہو گئی کہ جو سب کو صحیح کہتا ہو، سب سے دوستی کا درس دیتا ہو، وہ کسی بھی جماعت میں سے ہو سکتا ہے مگر اللہ کی جماعت میں سے نہیں- کیوں کہ اللہ والے تو اس آیتِ کریمہ پر عَمَل پیرا ہوتے ہیں- اور انہیں لوگوں کے لئے کامیابی وکامرانی وفَلاح ونَجات وفَتح ونُصرت وفَرحَت و

مَسَرّت ہے-

مضمون کی طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لئے آخری بات عرض کرنے لگا ہوں، اور اپنے سلیم الطبع قارئین کی توجّہ اس طرف مَبذُول کروانا چاہوں گا کہ اگر ہم امامِ اہلِ سُنّت، مُجدّدِ دین وملّت، اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کے مِشن پر غور کریں تو اس میں اسی آیتِ کریمہ کے جلوے نظر آئیں گے-ان کی تقریر و تحریر، وعظ و بیان، خطوط و پیغامات، ان کے فتاوی، حتی کہ ان کے وصایا شریف میں بھی ہمیں یہی درس نظر آئے گا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے دشمنی-اور میں بِلاخوفِ تَردِید کہتا ہوں کہ یہی اُن کا وَاحِد ایسا کام تھا جس کی وجہ سے ان کے مخالفین نے اُن پر اِلزامات واِتھامات کے تِیروں کے تَرکَش کے تَرکَش خالی کر دیئے-اور ان کی ذات کو مجروح کرنے کی ناپاک سازش کی-جب کہ اُن کا پیغام توضیائے قرآن عام کرنا تھا-اللہ ان کے مزارِ پُر انوار پر نور و رحمت کی بارشیں کرے اور ان کے صدقے ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصَّلَاۃُ و التسلیم

یہ مضمون خدا کے فضل سے ۱۱ ذوالحجہ بمطابق ۱۳ اگست ۲۰۱۹ کو پورا ہوا فالحمدللہ!

فردین احمد خان رضوی

مدیر اعلی: النجم اسلامک میڈیا

An-Najm Islamic Media
Youtube Learn Quran Hadith Fiqah
8527632019
9837777689